میّت
کفن سے دفن تک

تالیف
مفتی حسن منظر صاحب قدیری

ناشر
غوث الوریٰ اکیڈمی
زیرِ اہتمام: الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میت

کفن سے دفن تک

از قلم

کنز الدقائق مفتی حسن منظر قدیری

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی

(زیر اہتمام) الجامعۃ الرضویہ، کلیان (مہاراشٹر)

نام کتاب : میت کفن سے دفن تک
تصنیف : کنز الدقائق علامہ مفتی حسن منظر قدیری
کمپیوزنگ: رضوی کمپیوٹر سینٹر جامعہ ہذا
ڈیزائنگ : محمد ابو صالح رضوی کمپیوٹر سینٹر الجامعۃ الرضویہ کلیان
ناشر : غوث الوریٰ اکیڈمی وانجمن فیضان رضا (متعلقہ) الجامعۃ الرضویہ
ومدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ بیل بازار ولی پیر روڈ کلیان
سن طباعت: اشاعت :
قیمت:

ملنے کا پتہ

الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان 9322329875
مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ کلیان 9323737659
انجمن فیضان رضا کلیان 9321007827
مکتبۂ نوری میمن مسجد ولی پیر روڈ کلیان
دار العلوم انوار مصطفےٰ سرسی ہاٹ پورنیہ بہار
ملک العلماء اکیڈمی سرسی ہاٹ پورنیہ بہار
مکتبۂ رضا اینڈ جنرل اسٹورس نوری جامع مسجد سوچک ناکہ کلیان
دار النور شرفیہ خانقاہ گانگی بہادر گنج کشن گنج بہار

عرض ناشر

حضور کنز الدقائق ، بحر الرائق، محقق عصر، حضرت علامہ ومولانا مفتی حسن منظر قدیری مدظلہ العالی جہاں دینی وعصری علوم وفنون پر بے انتہا درک رکھتے ہیں وہیں اردو زبان وادب پر انہیں کافی مہارت ہے نیز شاعرانہ فکر وفن سے بھی کافی شغف ہے۔

الجامعۃ الرضویہ کلیان میں تدریسی خدمات کے ساتھ شعبہ افتاء بھی ان سے متعلق ہے ان دونوں ذمہ داریوں کا بار گراں اٹھانے کے باوجود، انہوں نے اپنے خزانہ وقت سے کچھ لمحوں کو تحریر کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

چنانچہ سکوت شب میں انکی جنبش قلم سے مضامین، مقالے اور کتب ورسائل نمودار ہوتے رہتے ہیں ''شخص وعکس'' انہیں کے قلم کی ایک فکری وفنی دستاویز، ''نماز اہل ایمان کی معراج'' انہیں کی نوک قلم کی شگفتہ بہار، ''ھجری اسلامی ماہ وسال کے اجالے میں'' انہیں کی جنبش قلم کے رنگ ونور ،اور تازہ تالیف ''میت کفن سے دفن تک'' انہیں کے نقوش قلم کی گل کاری،

''غوث الوری اکیڈمی'' جو الجامعۃ الرضویہ کا ایک اشاعتی ادارہ ہے جس کی گونا گوں خدمات ہیں ان ساری کتابوں کی طباعت، اسی کی مرہون منت ہے۔

دعا ہے خداوند کریم مفتی صاحب قبلہ کو صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے ساتھ ہی ساتھ ''غوث الوری اکیڈمی'' کو استحکام عطا کرے، آمین

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا
ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

محمد مسعود رضا قادری
بانی الجامعۃ الرضویہ کلیان

دور حاضر کے مسلمان شرعی احکام کے پابند کم اور غلط رسم ورواج کے خوگر زیادہ ہیں خاص کر میت کو غسل دینے ،کفن پہنانے نماز جنازہ پڑھنے اور دفن کرنے میں شریعت کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور غلط رسوم پر عمل کر کے میت کو سفر آخرت پر بھیجتے ہیں یہ میت کے حق میں ایک طرح کا ظلم ہے انھیں حالات کے پیش نظر میں نے اس مختصر رسالہ کو ترتیب دیا ہے تا کہ مسلمان غلط رسم ورواج کو ترک کر کے ،شرعی احکام پر عمل کریں اس رسالہ کی ترتیب میں ہدایہ، جوہر نیرہ، مراقی الفلاح، فتح العزیز، اور فتاویٰ رضویہ جیسی کتابوں سے مسائل واحکام اخذ کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شریعت پر چلنے اور شرعی احکام پر عمل کرنے
کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حسن منظر قدیری
صدر برکاتی دارالافتاء الجامعۃ الرضویہ کلیان ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند قدوس کی تخلیق کائنات میں عظیم حکمت ہے اسطرح موت وحیات کو پیدا کرنے میں ان گنت رموز واسرار پنہاں ہیں عام مخلوق کی طرح یہ موت وحیات بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور حیات کی طرح موت بھی اللہ کی ایک نعمت ہے جب اس نے انسانی وجود کا ارادہ فرمایا تو انسان کو حیات ملی پھر جب اس کا حکم ہوگا تو در گوش پہ موت کی دستک سنائی دے گی اور جسم انسانی پتھر کی طرح بے حس رہ جائیگا۔

قفس جسم سے روح کے پرواز کر جانے کا نام موت ہے اور یہ اس کا حقیقی معنیٰ ہے لیکن کچھ اور بھی الفاظ ہیں جو موت کے معنیٰ پر دلالت تو کرتے ہیں مگر ان کا حقیقی معنیٰ موت نہیں بلکہ وہ موت کی تعبیر ہیں وہ الفاظ حسب ذیل ہیں:

علمی شگوفے

وفات:۔ لفظ ''وفا'' سے ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی عمر جو مقدر ہے جب انسان اس عمر کو پورا کر لیتا ہے تو اسے وفات سے تعبیر کرتے ہیں۔

رحلت وارتحال:۔ رحلت کے معنیٰ کوچ کرنا اور ارتحال کے معنیٰ وطن چھوڑ دینا، ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا، انسان چونکہ موت کے باعث اپنے پیدائشی وطن کو چھوڑ کر عالم برزخ کی طرف چلے جاتا ہے اسی سبب سے اسکو رحلت وارتحال کہتے ہیں۔

انتقال:۔ نقل مکانی کرنا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا، انسان چونکہ اس عالم رنگ وبو اور اس خاکدان گیتی سے دوسرے عالم کی جانب منتقل ہو جاتا ہے اسی وجہ سے اسکو انتقال کہا جاتا ہے۔

اجل:۔ اس کا معنیٰ وقت مدت یا وقت مقرر کرنا انسان کی موت کا وقت مقرر ہے اسی لئے اسے اس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

وصال:۔ اس کا معنیٰ جوڑنا ملانا ہے حدیث پاک کی روشنی میں موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے اور حبیب کا رشتہ حبیب سے جوڑتا ہے یا موت کا انجام، دوست سے ملاقات کی خبر دیتا ہے یا موت سے حبیب کا وصال ہوتا ہے اسی لئے وصال کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

کفن:۔ دونوں حرف کے فتح کیساتھ ہے مگر اہل فارس اسکی تفریس کر کے کفن کے 'فاء' کو ساکن کر دیتے ہیں کفن کے معنیٰ پوشیدہ ہونا یعنی وہ لباس جس میں میت چھپ جائے۔

قبر ولحد:۔ اسکی تفصیل کتاب کے صفحات میں موجود ہے۔

دفن:۔ فتح 'دال' وسکون 'فاء' زمین کے اندر پنہاں کر دینا اسی سے لفظ دفینہ ہے جسکے معنیٰ زمین کے اندر پنہاں چیز گویا کفن و دفن دونوں لفظ ہیں پنہاں ہونے کے معنیٰ ہیں۔

تربت:۔ یہ لفظ تراب سے بنا ہے جسکے معنیٰ خشک مٹی کے ہیں اور قبر ہی کے معنیٰ میں مستعمل ہے

مرقد:۔ یہ لفظ رقود سے بنا ہے جسکے معنیٰ سونا صرفی لحاظ سے یہ اسم ظرف ہے جس کے معنیٰ خواب گاہ ہے۔

مزار:۔ یہ مصدر ہے بمعنیٰ زیارت وملاقات لیکن زیارت گاہ کے معنیٰ میں بھی آتا ہے گویا قبر پر مرقد ومزار کا اطلاق ہوتا ہے۔

جنازہ:۔ بالفتح میت اور بالکسر سریر وتخت

انسانی کائنات میں شب وروز حادثے ہو رہے ہیں۔ شہروں، بازاروں اور دیہاتوں میں یا تو ہم روزانہ حادثات کا مشاہدہ کرتے ہیں یا حادثوں کی خبریں سن کر کچھ دیر کیلئے ہم غمزدہ ہو جاتے ہیں پھر ہم انھیں بھول جاتے ہیں۔

یہ حادثے کبھی گھر میں اور کبھی گھر سے دور، آفت ارضی وبلائے سماوی کی شکل میں رونما ہوتے ہیں اور انسان ہلاکت کی آغوش میں ابدی نیند سو جاتا ہے، اور یہ ایسی حادثاتی موت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو کلمۂ طیبہ پڑھنے کی بھی مہلت نہیں ملتی ہے گویا یہ موج ہوا کی طرح آتی ہے اور انسانی زندگی کو چھو کر گزر جاتی ہے اور دیکھو تو انسان بے حس وحرکت پتھر کی طرح پڑا رہ جاتا ہے۔

اور کبھی انسان کی طبعی موت ہوتی ہے آدمی بستر مرگ پر ہے اور موت کے آثار نمودار ہو رہے ہیں اور اہل خانہ بھی موجود ہیں تو ایسی نازک گھڑی میں تلقین میت کا حکم ہے۔

جب وقت موت قریب ہو اسکی علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ اسے داہنی کروٹ لٹا کر قبلہ رخ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور پاؤں جانب قبلہ کر دیں یوں بھی قبلہ رخ ہو جائیگا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا کر دیں اگر اس حالت میں مرنے والے کو تکلیف ہوتی ہو تو اسکی حالت پر چھوڑ دیں اور تلقین کریں۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ مرنے والا ذائقہ موت سے آشنا ہونے والا ہے اور یہ ذائقہ بہت ہی تلخ ہوتا ہے ایسے عالم میں ابلیس سراپا فتنہ بن کر آجاتا ہے کہ اس کا ایمان سلب کر لے، خاتمہ بالخیر نہ ہو۔

چنانچہ امام ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ مدخل میں فرماتے ہیں ''عالم نزع میں دو شیطان ، دونوں پہلو میں آکر بیٹھتے ہیں ایک باپ کی شکل میں اور دوسرا اماں کی صورت میں ہوتا ہے ان میں سے ایک کہتا ہے وہ شخص یہودی ہو کر مرا تو بھی یہودی ہو جا کہ یہود وہاں بڑے چین سے رہتے ہیں دوسرا کہتا ہے وہ شخص نصرانی ہو کر گیا تو بھی نصرانی ہو جا کہ نصاریٰ وہاں بڑے آرام سے ہیں''

اس فتنہ کے پیش نظر علماء کرام تلقین میت کا حکم دیتے ہیں اور اس تلقین میں شہادتین ضروری ہے کیونکہ صرف ''لا الہ الا اللہ'' سے وہ فتنہ دور نہیں ہو سکتا کہ یہ توحید ہے اور توحید کے قائل تو یہود و نصاریٰ بھی ہیں اسلئے فتنۂ ابلیس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے مٹے گا لہٰذا پورے کلمۂ طیبہ کی تلقین ضروری ہے۔

''چنانچہ ''مجمع بحار الانوار'' میں ہے ''سبب التلقین انه یحضر الشیطان لیفسد عقده والمراد بلا اله الا الله الشهادتان' تلقین کا سبب یہ ہے کہ اس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنے آتا ہے اور '' لا اله الا الله'' سے پورا کلمہ مراد ہے۔ یعنی لا الہ الا اللہ محمد الرسول الله،،

فقھی مسائل

موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس کے پاس آسکتی ہیں مگر اس مکان میں تصویر یا کتا نہ رہے تا کہ رحمت کے فرشتے آئیں جانداروں کی تصویریں بھی شرعاً ناجائز ہیں۔

جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ لگا دیں

تا کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں کیونکہ منہ اور آنکھیں اگر کھلی رہ جائیں تو مردہ کریہہ المنظر دکھائی دے گا، نیز انگلیاں اور ہاتھ پاؤں بھی سیدھے کر دیئے جائیں اور یہ سارے کام انتہائی نرمی اور سہولت سے ہو۔

میت کا سارا بدن کسی کپڑا سے چھپا دیں اور اسے چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ اسکے بدن کو زمین کی سہل نہ پہونچے۔

میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اسکا سارا بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اوراد میں مطلقاً حرج نہیں۔

سیدنا آدم علیہ السلام کا غسل، کفن اور دفن

خلد بریں سے فرش زمیں پر اُترنے والے پہلے انسان، رب تعالیٰ کے خلیفہ اور اسکے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے، ان سے پہلے اس خاکدان گیتی میں نہ تو انسانی حیات تھی نہ کسی نے موت کو دیکھا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے انسانی حیات جاگ اٹھی اور حضرت آدم وحواء سے نسل انسانی پھیلتی چلی گئی مگر یہ قانون قدرت اپنی جگہ مسلم ہے کہ ہر نفس کو موت کی لذت سے آشنا ہونا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی موت کا ذائقہ چکھنا تھا "ملک الموت" آئے اور ان کی روح قبض کر لی۔

ان سے قبل چونکہ موت کا منظر کسی کی نگاہ میں نہ تھا اور بے جان جسم خاکی کے ساتھ کوئی معاملہ کرنے کی کوئی مثال نہ تھی لہٰذا اسی سلسلہ میں فرشتوں نے رہنمائی کی اور سارا کام انجام دیا۔

چنانچہ جبرئیل علیہ السلام جنت کی خوشبو، جنتی کفن اور جنتی بیری کے کچھ پتے اپنے ساتھ لائے تھے، خود انھیں غسل دیا، کفن پہنایا اور جسم اطہر پہ خوشبو ملی ان کا جسم مبارک کعبہ شریف میں لائے اور فرشتوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھی، حضرت جبرئیل امام تھے اور فرشتے مقتدی اس نماز میں چار تکبیریں تھی جیسا کہ آج نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

پھر ان کے جسم اقدس کو مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام منیٰ میں لے گئے اور مسجد خیف کے قریب بغلی قبر بنا کر انھیں دفن کیا اور ان کی قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح ڈھلوان کر دیا۔

اخیر میں فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کو یہ تعلیم دی کہ جس طرح تمہارے باپ کا

جنازہ اور کفن دفن ہوا تم اسی طرح مرنے والے لوگوں کا کفن دفن کرنا۔ (افادہ، تذکرۃ الانبیاء)

خاتم المرسلین کا غسل مبارک

دنیا کے پہلے نبی کا کفن دفن تو فرشتوں نے کیا اب کائنات کے آخری پیغمبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل مبارک کا بیان ملاحظہ ہو" سیرۃ الرسول" کے مصنف اس بارے میں رقم طراز ہیں۔

"حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا وقت آیا تو صحابہ کہنے لگے۔ ہمیں علم نہیں کہ ہم اللہ کے حبیب کو کس طرح غسل دیں۔؟"

کیا جس طرح ہم دوسری میتوں کو کپڑے اتار کر غسل دیتے ہیں اسی طرح کریں یا حضور کو کپڑوں سمیت غسل دیں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں پر نیند مسلط کر دی سب اونگھنے لگے ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے ٹکرانے لگیں اس وقت انھوں نے حجرۂ مبارکہ کے ایک کونے سے یہ کہتے سنا وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون آدمی بول رہا ہے کوئی یہ کہہ رہا تھا" ان غسلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثیابہ" حضور کو کپڑوں سمیت غسل دو چنانچہ حضور کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی سعادت حضرت سیدنا علی مرتضیٰ، اسامہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئی، سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنے آقا کو غسل بھی دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہے تھے۔

یابی وامی طیبا حیا ومیتا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندگی میں بھی طیب و پاکیزہ تھے اور وصال کے بعد بھی طیب و پاکیزہ ہیں حضور کے غسل کیلئے پانی "غرس" نامی کنواں سے لایا گیا اس میں بیری کے پتے ملائے گئے تھے جو قبا کے قریب تھا یہ سعد ابن خیثمہ کی ملکیت تھا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اسی کنواں کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے حضور نے ارشاد فرمایا۔

"نعم البیئر بیئر غرس ھی من عیون الجنۃ ماء ھا اطیب

السمیادۃ" غرس کا کنواں بہترین کنواں ہے یہ جنت کے چشموں میں سے بہترین چشمہ ہے اس کا پانی نہایت پاکیزہ ہے"

فرض کفایہ

غسل، کفن، نماز اور دفن یہ سب فرض کفایہ ہیں مسلمان کی وفات پر مسلمانوں پر یہ چیزیں فرض ہیں اگر کچھ مسلمانوں نے مل کر یہ فرائض انجام دیدیئے تو یہ فرائض سب کے ذمہ سے ساقط ہو گئے اگر خدانخواستہ سب نے چھوڑ دیا تو سب گنہگار ہو جائیں گے۔

کائنات میں پہلے جو نبی مبعوث ہوئے وہ سیدنا آدم علیہ السلام تھے اور وہ معصوم تھے وفات کے بعد فرشتوں نے انھیں غسل دیا اور عالم رنگ و بو کے آخری نبی حضور سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ بھی معصوم مگر صحابۂ کرام نے انھیں بھی غسل دیا۔

یہ تو انبیاء کرام کے غسل کی بات تھی جو معصوم بھی تھے اور طاہر بھی ان پر عام مسلمان مردوں کا قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے کہ عام مردوں کا حال ان سے جداگانہ ہے عام میتوں کیلئے حکم شرع ہے اس حکم کے مطابق ان کا غسل فرض کفایہ ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غسل میت فرض ہونے کا آخر سبب کیا ہے۔؟ کچھ مشائخ کرام اس غسل کا سبب "حدث" بتاتے ہیں کہ موت سے زوال عقل، اور مفاصل ڈھیلے پڑ جاتے ہیں جو موجب حدث ہے۔

آدمی، موت سے نجس نہیں ہوتا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آدمی نہ حیات میں نجس ہوتا ہے اور نہ موت میں البتہ نجاست حکمی سے ضرور آلودہ ہوتا ہے اور نجاست حکمی کا نام حدث ہے جو حیات میں غسل سے زائل ہو جاتا ہے تو بعد موت بھی یہ حدث غسل سے زائل ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حیات میں آدمی بے وضو ہو جائے تو صرف اعضائے وضو ہی پر اختصار کرتا ہے غسل نہیں کرتا البتہ جنابت سے آلودہ ہو جائے تو غسل کرتا ہے اور یہ غسل فرض ہے۔

زندگی میں بے وضو ہو جانے پر صرف اعضائے وضو ہی پر اختصار کرتا ہے تو بعد موت بھی صرف اعضائے وضو پر اختصار ہونا چاہیئے پورے بدن کو دھونے کی ضرورت کیا۔؟

منی کے ناپاک، ہونے میں اختلاف ہے مگر پیشاب کی نجاست پر سارے ائمہ کا اتفاق ہے اسی لئے قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ حیات میں بھی بے وضو ہو جانے پر صرف اعضائے وضو پر

انحصار نہ ہو بلکہ غسل واجب ہو جیسا کہ جنابت میں۔

قیاس کا تقاضا تو ہے مگر صرف اعضائے وضو پر انحصار محض اس وجہ سے ہے کہ بول و براز جو ناقص وضو ہے انسان کو اسکی بار بار حاجت ہوتی ہے اور ہر بار غسل میں حرج واقع ہوگا لہٰذا دفع حرج کیلئے صرف اعضائے وضو ہی کو دھونے کا حکم ہوا غسل کا نہیں اور جنابت میں بول و براز کی طرح تکرار نہیں ہوتی تو حرج بھی نہیں لہٰذا غسل کا حکم ہوا۔

اب موت سے جو حدث واقع ہوا چونکہ حیات باقی نہ رہی تو ناقص وضو کی تکرار بھی ممکن نہیں لہٰذا اصل حکم لوٹ آیا اور پورے بدن کو دھونے کا حکم ہوا اسی طرح غسل میت فرض ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

غسل میت کا طریقہ

جس تخت پر میت کو نہلانے کا ارادہ ہو اسے پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنے جس چیز میں خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار اس کے گرد پھرائیں پھر میت کو اس پر لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑا سے ڈھانپ دیں پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز جیسا وضو کرائے پہلے منہ پھر کہنیوں سمیت میت کے ہاتھ دھوئے پھر سر کا مسح پھر پاؤں دھوئے۔

اس وضو میں میت کا کلائی تک ہاتھ دھونا، کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے پھر سر کے بال اور داڑھی کے بال ہو تو صابون سے ورنہ خالی پانی سے دھوئے پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا جوش دیا ہوا پانی بہائے کہ پانی تخت تک پہونچ جائے پھر دائیں کروٹ لٹا کر ایسا ہی کرے اگر بیری کے پتے کا جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو نیم گرم پانی کافی ہے۔

پھر ذرا سا ٹیک لگا کر میت کو بٹھائے اور بڑی نرمی اور آہستگی سے پیٹ پر ہاتھ پھیرے اگر کچھ نکلے تو اسے دھو ڈالے وضو کا اعادہ نہ کرے پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائے پھر پاک کپڑے سے بدن پوچھ دے۔

فقہی مسائل

☆ بدن میت پر ایک بار پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سنت ہے

☆ نہلاتے وقت میت کے پاس خوشبو لگانا مستحب ہے کہ اگر میت کے بدن سے کوئی بو

آئے تو خوشبو کی وجہ سے پتہ نہ چلے۔

☆ مرد کو مرد اور عورت کو عورت نہلائے ہاں اگر چھوٹا لڑکا ہے تو عورت نہلا سکتی ہے یونہی چھوٹی لڑکی کو مرد بھی غسل دے سکتا ہے۔

☆ جہاں غسل دیں مستحب ہے کہ پردہ کرلیں نہلاتے وقت میت کو قبر میں رکھنے کی طرح لٹائیں یا قبلہ رخ کردیں جو آسان صورت ہو وہ کریں۔

☆ شوہر نے عورت کو طلاق رجعی دی ہنوز عورت میں عدت تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔

☆ عورت مر گئی اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ اسے غسل دے تو تیمّم کرایا جائے شوہر یا کوئی اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔ بعد موت نہ تو عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے نہ مرد اپنی بیوی کو کیونکہ موت کے بعد پھر دونوں اجنبی ہو گئے۔

☆ مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا جائز نہیں ہمارے علماء اس وجہ سے منع فرمائے ہیں کہ بعد موت، رشتۂ نکاح منقطع اور شوہر اجنبی ہو جاتا ہے اور موت کی وجہ سے عورت بالکل محل نکاح نہیں رہتی ہے چھونے کا جواز تو بربنائے نکاح تھا ورنہ زن وشوہر اصل میں اجنبی محض ہوتے ہیں اب جبکہ نکاح زائل ہو گیا تو چھونے کا جواز بھی جاتا رہا۔

علمی نکتہ

حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو یہ منقول ہوا ہے کہ انہیں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا تھا یہ روایت محل نظر ہے کیونکہ دوسری روایت یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کو ام ایمن نے غسل دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی تھیں اور ایسا بھی ممکن ہے کہ ام ایمن نے اپنے ہاتھ سے نہلایا ہو اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا یا اسباب غسل مہیا فرمایا اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی غسل دیا تو یہ ان کی خصوصیت تھی اور خصوصیت دوسروں کیلئے دلیل نہیں بنتی اور خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس امر پر اعتراض کیا تو حضرت علی مرتضی نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فاطمہ زوجتک فی الدنیا والآخرہ

کیا تجھے خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ دنیا اور آخرت میں تیری بیوی ہیں

لہذا! اس مخصوص معاملہ پر دوسروں کو قیاس کرنا درست نہیں۔

مسلمان:۔ جس کا غسل ہے اور نماز بھی

جس کافر کا ولی مسلمان نہ ہو۔ اس کا نہ غسل ہے نہ نماز

شہید:۔ جسکی نماز ہے مگر غسل نہیں

باغی:۔ رہزن اور جس کافر کا ولی مسلمان ہو:۔ ان کا غسل ہے مگر نماز نہیں بعد ولادت جس نومولود کے آثار زندگی پائے گئے پھر وہ مر گیا تو اسکا غسل بھی ہے اور نماز بھی اور اسکا نام بھی رکھا جائے گا۔

کائنات کے آخری پیغمبر کا آخری لباس مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا دو چادریں اور وہ قمیص جس میں آپ کو غسل دیا گیا تھا۔

دراصل بعد وفات وہی لباس معتبر ہے جو حیات میں ہو فرق بس اتنا ہے کہ اپنی حیات مقدس میں آپ سلا ہوا تہبند پہنتے تھے تاکہ چلتے وقت شرم گاہ کے کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو اور بعد وفات یہ اندیشہ نہیں مختلف ممالک کے لوگ اپنی زندگی میں سلے ہوئے تہبند پہنتے ہیں یا اسکی جگہ پائجامہ اور پتلون استعمال کرتے ہیں جو سلے ہوتے ہیں چونکہ چلنے پھرنے کے وقت بھی ستر پوشی مقصود ہے اور یہ سلا ہوا لباس ہی سے حاصل ہوگا بغیر سلے لباس سے ستر کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

لیکن حیات میں یہ چادر (تہبند) قمیص کے نیچے ہوتی ہے تاکہ چلنے پھرنے میں کشادگی و آسانی رہے اور بعد وفات یہ سرتاقدم قمیص کے اوپر ہوتی ہے کہ اب چلنا پھرنا منقطع ہو گیا میت کی قمیص میں آستین نہیں اور وہ کلی دار بھی نہیں ہوتی۔ آستین کی ضرورت زندگی میں

تھی کہ ہاتھ ڈھکے رہیں اور کلی کی ضرورت یوں تھی کہ لباس میں کشادگی اور پھیلاؤ رہے تا کہ چلنے میں آسانی رہے اور بعد وفات یہ ضرورت باقی نہیں رہی۔

کفن

میت کا کفن وخوشبو یہ دونوں چیزیں دین پر مقدم ہونگی پھر دین پھر وصیت اور سب کے بعد میراث۔ میت کا اگر مال نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص پر ہے جس پر زندگی میں نفقہ واجب تھا اور اگر ایسا شخص نہ ہو جس پر میت کا نفقہ واجب تھا یا ایسا شخص ہے مگر وہ تہی دست ہے تو اس کا کفن بیت المال سے دیا جائے گا اور اگر بیت المال نہ ہو تو لوگوں پر اس کا کفن واجب ہے اگر وہ لوگ کفن دینے پر قادر نہ ہو تو دوسروں سے سوال کریں اس صورت حال میں زندہ اور مردہ میں فرق ہے کیونکہ زندہ کے پاس اگر کپڑا نہ ہو تو اسی حالت میں نماز پڑھے گا لوگوں پر ضروری نہیں کہ اس کیلئے کپڑا کا سوال کرے نیز یہ فرق بھی ہے کہ زندہ خود سوال کرنے پر قادر ہے جبکہ مردہ کو یہ قدرت نہیں عورت مرگئی اور اسکا مال بھی نہیں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا کفن اسکے شوہر پر واجب ہے جیسا کہ حیات میں اسکے شوہر پر لباس واجب تھا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شوہر پر کفن واجب نہیں کیونکہ زوجیت موت سے منقطع ہوگئی البتہ اس کا مال ہو تو بالاجماع اسکے مال سے کفن دیا جائے گا۔

کفن میں نئے پرانے دونوں کپڑے برابر ہیں کیونکہ جو کپڑا حیات میں جائز وہ بعد موت بھی جائز ہے عورت کا حیات پر اعتبار کرتے ہوئے رنگے ہوئے کپڑے کفن میں جائز ہے لیکن سفید کپڑا افضل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سارے کپڑوں میں اللہ تعالیٰ کو سفید کپڑا زیادہ پسند ہے تو تم میں جو زندہ ہیں سفید کپڑے پہنیں اور انہیں سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو چاہے یہ کپڑے نئے ہوں یا دھلے ہوں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے ان دو کپڑوں کو دھوؤ اور انہیں میں مجھے کفن دو لوگوں نے عرض کیا کہ کیا نئے کپڑوں میں آپ کو کفن نہ دیں آپ نے فرمایا زندہ، نیا کپڑا کا زیادہ محتاج ہے کیونکہ آخر کار خاک اور پیپ کی نذر ہو جائیں گے

کفن میت

کفن سنت:۔ مرد کیلئے تین کپڑے لفافہ ازار اور قمیض اور عورت کیلئے پانچ تین یہی جو مرد کیلئے ہیں مزید دو کپڑے اوڑھنی اور سینہ بند ہیں۔ لیلیٰ بنت قانف بیان کرتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں تھی جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی شہزادی ام کلثوم رضی اللہ عنھا کو غسل دیا تھا وہ کہتی ہیں کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہمیں چادر (تہبند) عطا کی پھر قمیص پھر دوپٹہ پھر سینہ بند پھر ایک کپڑا جس میں انہیں لپیٹ دیا گیا یعنی لفافہ۔

کفن کفایت:۔ مرد کے لئے دو کپڑے ہیں لفافہ و ازار عورت کیلئے تین ہیں لفافہ، ازار اور اوڑھنی یا پھر لفافہ قمیص اور اوڑھنی۔

اگر کفن کے سلسلہ میں وارثین ہیں اختلاف ہو تو بعض نے کہا کہ دو کپڑے دئے جائیں گے اور بعض نے کہا کہ تین کپڑے کیوں کہ یہ مسنون ہے۔

کفن ضرورت:۔ مرد و عورت دونوں کیلئے بروقت جو میسر ہو بے ضرورت محض ایک کپڑا میں دفن کرنا مکروہ ہے ہاں ضرورت ہو تو مکروہ نہیں جیسا کہ تاریخ میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معرکۂ احد میں شہید ہوئے ان پر چادر کا صرف ایک ٹکڑا تھا اس میں انھیں کفنایا گیا اور حالت یہ تھی کہ اگر آپ کا سر مبارک چھپایا جاتا تو قدم مبارک ظاہر ہو جاتے اور اگر قدم مبارک کو ڈھانکتے تو سر مبارک کھل جاتا آخر کار اس کپڑا کے ٹکڑا سے سر مبارک چھپایا گیا اور قدم پر گھاس ڈال دی گئی۔

مقدار کفن

ازار (تہبند):۔ میت کے سر سے پاؤ تک۔

قمیض (کفنی):۔ گردن کی جڑ سے پاؤ تک۔

لفافہ (چادر):۔ میت کے قدم سے سر اور پاؤں کی طرف اتنی زیادہ کہ لپیٹ کر باندھ سکتیں۔

اوڑھنی:۔ جس کا طول ڈیڑھ گز یعنے تین ہاتھ اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔

سینہ بند:۔ بلائے پستان سے ناف تک بلکہ افضل یہ ہے کہ ران تک ہو۔

علمی نکتہ

☆ مرد کی قمیص عرض میں مونڈھوں کی طرف چیرنا چاہئے جب کہ عورت کا طول میں سینہ کی جانب شگاف ہو کفنی آگے پیچھے دونوں جانب برابر ہو یہ مرد عورت دونوں کیلئے ہے۔

☆ پردہ کے لحاظ سے قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ عورت کی قمیص کو مونڈھوں کی طرف چیرا جائے اور مرد کی کفنی سینہ کی طرف خلاف قیاس ایسا کرتے ہیں شاید یہ وجہ ہو کہ عورت کے سر پر بال ہوتے ہیں اور ان بالوں کے ساتھ اسے کفنی میں داخل کرتا باعتبار عرض کے طول میں زیادہ آسانی ہے واللہ اعلم ۔

کفن پہنانے کا طریقہ

پہلے چادر (لفافہ) بچھائیں اس پر تہبند پھر میت مغسول کا بدن اس پر رکھ کر کفن پہنا کر تہبند لپٹیں پھر بائیں طرف پھر دائیں تا کہ داہنا حصہ بایاں حصہ کے اوپر رہے پھر چادر لپیٹ کر اوپر پہنچے دونوں جانب سے باندھیں۔

اگر میت ،عورت ہو تو حسب دستور پہلے چادر اس پر تہبند بچھا کر کفنی پہنا کے تہبند پر لٹائیں اور اس کے بال کے دو حصے کر کے بالائے سینہ کفنی کے اوپر لا کر رکھیں اور اوڑھنی ،نصف پشت سے بچھا کے سر پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے پھر تہبند اس پر چادر بدستور لپٹیں اور چادر دونوں سمت اسطرح باندھیں پھر سب کفنوں کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک باندھیں یعنی سینہ بند سب کفنوں کے اوپر رہے۔ جیسا کہ جوہر نیرہ میں ہے۔

وتربط الخرقة فوق الاكفان عند الصدر فوق الثديين ويكون المقميص تحت الثياب كلها۔

علمی نکتہ

نابالغ اگر حد شہوت کو پہونچ گیا ہے تو اس کا کفن جوان مرد وعورت کے مثل ہے اور حد شہوت کو پہونچنا لڑکے میں بارہ اور لڑکی میں نو کی عمر کے بعد نہیں رکتا ممکن ہے کہ اس سے پہلے بھی حاصل ہو کہ جسم قوی، مزاج گرم اور حرارت جوش میں ہو۔

حد شہوت کا مطلب یہ ہے کہ لڑکوں میں ان کے دل، عورتوں کی طرف رغبت کرنے لگیں اور لڑکیوں میں یہ ہے کہ انہیں دیکھ کر مردوں کوان کی طرف میلان ہو۔

جو بچے اس عمر کو نہ پہونچیں اگر لڑکا کو ایک اور لڑکی کو دو کپڑوں میں کفن دیں تو حرج نہیں مگر لڑکا کو دو کپڑے اور لڑکی کو تین کپڑے دینا اچھا ہے اور دونوں کو پورا کفن دیں تو سب سے اچھا ہے۔

محبوب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے غسل وکفن سے فارغ ہو تو مجھے نقش پر رکھ کر باہر چلے جانا سب سے پہلے حضرت جبرئیل مجھ پر سلام پیش کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت، اپنے سارے لشکروں کے ساتھ سلام پیش کرینگے پھر گروہ در گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود وسلام عرض کرتے جاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے کر برسر منبر لٹایا تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی امام بن کر کھڑا نہ ہو کہ وہ دنیوی زندگی میں تمہارے امام اور بعد وصال بھی۔!

پس گروہ در گروہ اہل ایمان وعقیدت آتے رہے اور آپ پر صلاۃ وسلام پیش کرتے رہے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باری ختم ہوئی تو خواتین مدینہ حاضر ہوتی رہیں اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتی رہیں پھر بچوں نے سلام پیش کیا اس طرح جان نثاران اسلام اپنے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوتے رہے اس کا کوئی امام نہ تھا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک دوشنبہ کے دن ہوا اور تدفین چہار شنبہ کے دن ہوئی پونے دو دن جنازہ مبارک رکھا رہا یہ بھی حکمت سے خالی نہیں اس تاخیر میں بظاہر دو حکمتوں کا سراغ ملتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت و جانشینی کا معاملہ درپیش ہوا تو اختلاف و انتشار کا مدینہ منورہ کی سرزمین پر اک ماحول تیار ہوا مہاجرین و انصار میں اختلاف پیدا ہوا اور دوسرے قبائل میں بھی انتشار کی فضاء گرم ہوئی مگر دھیرے دھیرے ان دو دنوں کے عرصہ میں حالات سازگار ہوتے چلے گئے ذہنوں کی کدورت دور ہوتی گئی اور فضائے مدینہ بالکل صاف ستھری ہوگئی۔

جہاں تک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت و جانشینی کا معاملہ تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں انھیں نماز پڑھانے کی اجازت دی تھی یہ اجازت نہ تھی بلکہ اپنے بعد جانشینی کا ایک واضح اشارہ بھی تھا بہر حال صحابہ کرام نے انھیں اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا اور ان کے دست اقدس پر سب نے بیعت کی اور وہ خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کے ولی منتخب ہوگئے اور ان کی ولایت ثابت ہوگئی۔

مدنیہ طیبہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت سکان مدینہ یعنی مدینہ میں رہنے والے مسلمان لگ بھگ تیس ہزار تھے حجرۂ پاک عائشہ رضی اللہ عنہا میں اتنی وسعت و گنجائش تھی کہاں کہ سارے باشندگان مدینہ یکبارگی آپ پر نماز جنازہ پڑھ سکیں اور کوئی ولی بھی نہیں جنازہ کون پڑھائے۔؟

یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رخ انور کا دیدار کرتے درود و سلام پڑھتے، فیضیاب ہوتے اور چلے جاتے غرض کہ خواتین اسلام اور اطفال مدینہ حاضر ہوتے صلوٰۃ و سلام پڑھتے اور جمال جہاں تاب کا نظارہ کرکے گزر جاتے اس طرح سارے سکان مدینہ جنازۂ رسول سے شرفیات ہوتے رہے۔

پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت تمام ہوئی اور ان کی ولایت صحیح ہوگئی وہ خلیفۃ المسلمین کے منصب پر فائز ہوگئے تو وہ شرعی طور پر ولی ہوگئے اور انھوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھائی پھر جب صدیق اکبر نے نماز ادا کی تو ان کے بعد پھر کسی

میت کا ولی

ولی:۔ وہ شخص ہے جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے بچہ اور مجنون ولی نہیں ہوسکتا متقی ہونا بھی شرط نہیں کہ فاسق بھی ولی ہوسکتا ہے۔

اس کی مختصر توضیح یہ ہے کہ ولی وہ وارث ہے کہ باپ کی میراث میں ذوالفروض کے بعد جو مال بچ جائے وہ سب اس کا ہے اور اگر ذوالفروض نہ ہوں تو سارا مال اسی کا ہے۔

اس سلسلۂ ولایت میں سب میں مقدم بیٹا پھر پوتا اگر چہ کئی پوشت کا فاصلہ ہو اگر یہ نہ ہوں تو باپ پھر دادا پھر پردادا اگر چہ کئی پوشت اوپر ہوں۔

حق امامت

نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلّہ پھر ولی کو ہے امام محلّہ کا ولی پر مقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اس وقت کہ وہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔

فقھی مسائل

☆ ولی سے مراد، میت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیاء کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر تقدم حاصل ہے البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے اور اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام، غیر دن پر مقدم ہیں۔

☆ عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی کو حق ہے یونہی مرد کا ولی نہ ہو تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔

☆ عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں۔

☆ میت نے وصیت کی تھی میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے بلکہ اس سے پڑھوائے۔

وصیت باطل ہے ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے بلکہ اس سے پڑھوائے۔

☆ بعض لوگ جوتا پہنے اور کچھ جوتا پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی نماز کا پاک ہونا ضروری ہے بقدر مانع نجاست ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور جوتا پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں تو جوتا پاک ہونا ضروری ہے۔

اگر عورت نے نماز جنازہ پڑھائی اور مردوں نے اس کی اقتداء کی تو نماز لوٹائی نہ جائے کہ اگر چہ مردوں کی اقتداء صحیح نہ ہوگی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی وہی کافی ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔

☆ ہر مسلمان کی نماز جناہ پڑھی جائے اگر وہ کیسا ہی گنہ گار، کبائر کا مرتکب ہو۔

☆ جس نے خود کشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

☆ بغیر غسل نماز پڑھی گئی اسے غسل دیکر پھر پڑھیں اور قبر میں رکھ چکے مگر مٹی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دیکر نماز پڑھیں اگر مٹی دے چکے تو اب نکال نہیں سکتے لہذا اس کی قبر پر نماز پڑھیں۔

☆ اموات کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجلوا موتا کم اپنے اموات کے ساتھ جلدی کرو اور منتقل کرنا تاخیر دفن کا سبب ہوگا۔

جنازہ لے چلنے کا بیان (فقہی مسائل)

جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہئے کہ عبادت میں کوتاہی وسستی نہ کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔

سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں! اور ہر شخص ایک ایک پایہ اٹھائے اگر صرف دو اشخاص نے جنازہ اٹھایا ایک سرہانے دوسرا پائنتی ایسا کرنا بے ضرورت مکروہ ہے البتہ جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے اٹھائیں تو حرج نہیں۔

سنت یہ ہے کہ یکے بعد دگر چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور مکمل سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی کندھا دے اور دس دس قدم چلے اس طرح چالیس قدم ہونگے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس گناہ کبیرہ مٹا دئے جائیں گے۔

شیر خوار بچہ یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے بڑا اگر اسے ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں تو بھی حرج نہیں۔

جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور اگر سواری پر ہو تو آگے مکروہ اور اگر آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔

کیونکہ سوار کے آگے بڑھ جانے میں جنازہ اٹھانے والوں اور اس کے ساتھ چلنے والوں کو دکھ ہوگا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جنازہ میں ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ نے کچھ لوگوں کو سوار دیکھا تو فرمایا۔

کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ فرشتے پیدل چلیں اور تم سواریوں کے پشت پر اور یوں بھی کہ سواری پر چلنا فرحت وانبساط ہے جبکہ وقت حسرت ندامت کا ہے۔

اگر قبرستان کی دوری چالیس قدم سے کم ہو جس قدر ممکن ہو اتنا ہی قدم چلے۔

شرائط نماز جنازہ (فقہی مسائل)

نماز جنازہ پڑھنے والوں کیلئے بھی وہی شرطیں ہیں جو اور نمازوں کیلئے ہیں بدن، کپڑا اور جگہ نجاست حقیقی سے پاک ہوں اور بدن نجاست حکمی سے بھی پاک ہو، ستر عورت ہو، استقبال قبلہ اور نیت ہو۔

وضو مطلقاً طہارت ہے اگر وضو کر کے نماز جنازہ پڑھی تو اس وضو سے دوسری نمازیں پڑھنا جائز ہے جس شخص کو نماز جنازہ فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اسے تیمّم جائز یونہی اگر وضو یا غسل کے تیمّم سے ایک جنازہ پڑھا کہ دوسرا جنازہ آ گیا اور وضو یا غسل کی مہلت نہ پائی تو اسی تیمّم سے دوسرا تیسرا جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

جواز تیمّم کے عذروں میں سے ایسے واجب کے فوت ہو جانے کا خوف جس کا بدل نہ ہو جیسے نماز عید اور نماز جنازہ کہ ان دونوں کا بدل نہیں اس صورت میں پانی کے موجود ہوتے ہوئے تیمّم کی اجازت ہے۔

نماز جنازہ

☆ نماز جنازہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

☆ جس پر سو مسلمان نماز پڑھیں وہ بخشا جائیگا اور یہ بھی ارشاد ہے کہ جس مسلمان کے جنازہ پر مسلمانوں کا ایک گروہ تین صف کی مقدار کو پہونچا ہو نماز پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

بندۂ مومن مقبول کو بعد وفات پہلا تحفہ جو بارگاہ رب العزت سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ جتنے لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اللہ عزوجل سب کی مغفرت فرماتا ہے۔

صف جنازہ

حدیث پاک میں ہے جس پر تین صفوں نے نماز جنازہ پڑھی اس کی مغفرت ہو گئی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی جس میں کل سات آدمی تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف میں تین آدمیوں کو رکھا دوسری صف میں دو آدمی اور تیسری صف میں ایک شخص کو رکھا اور خود آپ نے امامت فرمائی۔

اس ترتیب صفوف میں کیا حکمت تھی؟

اس ترتیب صفوف کے سلسلہ میں امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے افعال کی حکمت خوب جانتے ہیں نظر ظاہر ہیں یہاں دو حکمتیں نظر آئی ہیں۔

☆ جمع تام اور جمع تام گویا صف تام ہے۔

☆ اس میں تعدیل افضل ہے کہ جمع میں برکت ہے ایک سے دو میں زیادہ اور دو سے تین میں اور جنازہ کی صفوں میں پہلی سے دوسری افضل اور دوسری سے تیسری افضل ہے تو اس ترتیب سے ہر صف کیلئے چار فضل حاصل ہو گئے۔

پہلی صف میں باعتبار صف ایک اور باعتبار اشخاص تین دوسری صف میں صف کے لحاظ

سے دو اور اشخاص کے لحاظ سے دو تیسری صف میں باعتبار صف تین اور باعتبار شخص ایک۔اس طرح ہر صف میں چار چار فضل حاصل ہو گئے۔واللہ تعالیٰ اعلم

نماز جنازہ میں دو رکن ھیں

☆ چار بار اللہ اکبر کہنا

☆ قیام

☆ بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز پڑھی نماز نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھائی اور مقتدی کھڑے ہو کر پڑھی تو نماز ہو گئی۔

☆ نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں

☆ اللہ عزوجل کی حمد وثنا (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود (۳) میت کیلئے دعا۔

ترکیب نماز جنازہ

☆ نیت کے بعد کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور حسب دستور ناف نیچے باندھ لے اور ثنا پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِ کَ وَتَبَارَاِ سْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُ کَ وَلاَ اِلٰـہَ غَیْـرُکَ... پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے بہتر وہ درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلی ال ابراھیمانک حمید مجید . پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین ومومنات کیلئے دعا کرے۔بہتر یہ ہے کہ وہ دعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں۔

ایک دعائے ماثوریہ ھے

اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا و غائبینا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثا نا اللھم من احییتہ فاحیاہ علی الاسلام ومن تو فیقتہ فتوفاہ علی الایمان

ترجمہ:۔اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ کو ہمارے حاضر وغائب کو ہمارے

چھوٹے اور بڑے کو ہمارے مرد اور عورت کو اے اللہ ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔

فقہی مسائل

☆ میت مجنوں یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے۔

لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اللھم اجعله لنا فرطا واجعله لنا اجرا و ذخرا وجعله لنا شافعا و مشفعا ۔

لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اللھم اجعلھا لنا فرطا واجعلھا لنا اجرا و ذخرا جعلھا لنا شافعة و مشفعة۔

ترجمہ۔ اے اللہ تو اس کو ہمارے لئے پیش رو کر، اور اس کو ہمارے لئے ذخیرہ کر، اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا اور مقبول شفاعت کر۔

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا اور اگر بعد بلوغ مجنون عارض ہوا تو اوروں کی طرح اس کی بھی مغفرت کی دعا کی جائے۔

چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے اور سلام میں میت، فرشتوں، اور حاضرین نماز کی نیت کرے۔

☆ تکبیر و سلام امام جہر کے ساتھ کہے باقی دعائیں آہستہ پڑھی جائیں۔

☆ امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام پھیر دے۔

☆ میت اگر تابوت کے اندر ہو تو اس پر نماز اسی طرح جائز ہے کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

نماز جنازہ اور مسبوق

فرض نمازوں میں اگر رکعت چھوٹ جائے تو نمازی مسبوق ہو جاتا ہے اور جو رکعت چھوٹ جاتی ہے اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرتا ہے۔

نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جو چار رکعت کے قائم مقام ہیں تو کسی کی یہ کل یا بعض

تکبیریں چھوٹ سکتی ہیں۔

اگر جنازہ اٹھالئے جانے کا اندیشہ ہو اور کل تکبیریں چھوٹ گئی ہوں تو جلد جلد تکبیریں بلا دعا کہہ کر سلام پھیر دے۔

اور اگر بعض تکبیریں چھوٹ گئی ہوں تو ترتیب وار پڑھے مثلاً تین تکبیریں چھوٹ گئیں تو چوتھی تکبیر امام کے ساتھ کہہ کر بعد سلام پہلی تکبیر کے بعد ثنا دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا پڑھے۔

اور اگر دو تکبیریں فوت ہوگئی ہیں تو تیسری تکبیر امام کے ساتھ دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے پہلی تکبیر کے بعد ثنا اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف۔ اور اگر ایک ہی تکبیر فوت ہوئی تو بعد سلام ایک تکبیر کے بعد ثناء۔

نمازِ جنازہ کی تکرار

نمازِ جنازہ کی تکرار ہمارے ائمہ احناف کے نزدیک مطلقاً ناجائز و نامشروع ہے مگر جبکہ اجنبی غیر احق نے بلا اذن ولی و بلا متابعت ولی پڑھ لی ہو تو ولی اعادہ کرسکتا ہے صاحبِ ہدایہ کی توضیح۔

''اگر ولی و حاکم اسلام کے سوا اور لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں تو ولی کو اعادہ کا اختیار ہے کہ حق ولی کا ہے اور اگر ولی پڑھ چکا تو اب کسی کو جائز نہیں کہ فرض پہلی نماز سے ادا ہو چکا اور نماز جنازہ بطور نفل پڑھنی مشروع نہیں،،

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ سارے جہاں کے مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس پر نماز چھوڑ دی حالانکہ حضور آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے جس دن قبر مبارک میں رکھے گئے؟

جیسا کہ ہدایہ میں ہے **وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ لان الفرض تنادی بالاول والنفل بھا غیر مشروع لھٰذا رائنا الناس ترکوا عن آخرھم الصلوۃ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو الیوم کما وضع۔**

صاحب فتح القدیر کی تصریح

''اگر نماز کی تکرار مشروع ہوتی تو مزار اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان

اعراض نہ کرتا جس میں علما و صلحا اور وہ بندے ہیں جو طرح طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں تو یہ تکرار کرنا مشروعی پر کھلی دلیل ہے پس اس کا اعتبار واجب ہے"

بحرالرائق وغیرہ کی وضاحب

اگر بادشام اسلام یا امیر المرمنین یا قاضی شرع یا اسلامی حاکم مصر یا امام الحی نماز پڑھ چکا تو اب ولی کو اعادہ کا اختیار نہیں، غرض کہ فقہ حنفی کی ساری کتابوں میں یہ صراحت موجود ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار ناجائز و غیر مشروع ہے۔

غائبانہ نماز جنازہ

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندۂ مقبول کو بعد وفات پہلا تحفہ جو بارگاہِ رب العزت سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ جتنے لوگ اسکی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اللہ عزوجل سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

یہ بشارت اس صورت میں ہے کہ اس مقبول بندہ کی نماز جنازہ تمام شرائط کے ساتھ پڑھی جائے ان شرطوں کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ہے کہ میت نمازی کے سامنے ہو۔

مگر اس دورِ بے یقیں میں مسلمانوں کا ایمانی زوال یہ ہے کہ جب انھیں کسی خدارسیدہ بزرگ کے وصال کی خبر ملتی ہے چاہے اس بزرگ کا دنیا کے کسی خطے میں وصال ہوا ہو۔

اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہیں جو ہر گز کار خیر نہیں بلکہ یہ عمل شر ہے اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ خود کو حنفی بھی کہلاتے ہیں جبکہ ائمہ احناف کے نزدیک یہ محض ناجائز ہے۔

حنفی مذہب مہذب میں غائب پر نماز جنازہ محض ناجائز ہے حنفی ائمہ مذہب کا اسکے عدم جواز پر اجماع ہے۔

حنفی مذہب کی مستند فقہی کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے فتح القدیر میں ہے

وشرط صحتما اسلام المیت وطیارتہ وضعہ امام المصلی لھذا القبد لا تجوز علی غائب ، صحت نماز جناز کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو اس شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ نہیں ہے، حلیہ میں ہے

شرط صحتها کونه موضوعا امام المصلی ومن ههنا قالوا لا تجوز الصلوۃ علی غائب مطلقاً۔ نماز جنازہ کی شرط صحت، جنازہ کا مصلی کے آگے ہونا اسی وجہ سے ہمارے علمانے فرمایا مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔

نجاشی کا جنازہ

بادشاہ نجاشی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی چنانچہ جب بادشاہ نجاشی نے حبشہ میں انتقال کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام کو خبر دی اور مصلی میں جاکر صفیں باندھ کر چار تکبریں کہیں صحیح ابن حبان بن عمران بن حصین اور دوسرے صحابہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی نجاشی نے وفات پائی اٹھو اس کی نماز پڑھو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں حضور نے چار تکبریں کہیں صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔

نیز یہ بھی روایت ہے کہ سارے حجابات اٹھادئے گے اور نجاشی کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ظاہر کردیا گیا حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی یہ پیغمبری حضورصیت ہے جس پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ نجاشی کا انتقال دارالکفر میں ہوا وہاں ان پر نماز نہ ہوئی تھی لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ان کی نماز پڑھی۔ دو واقعہ اور بھی ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا غائب پر نماز پڑھنا معلوم ہوتا ہے لیکن ان کی سندیں صحت کو نہیں پہونچ رہی ہیں لہذا وہ ثبوت کیلئے کافی نہیں۔

بہرحال سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس خاکدان گیتی سے تشریف لے جانے کے بعد خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور تابعین کے بعد بھی غائب پر نماز جنازہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے لہذا غائب پر نماز جنازہ مطلقاً نا جائز ہے۔

دنیا کا پہلا دردناک حادثہ

انسان کو قتل کرنے اور موت کا پہلا حادثہ اولاد آدم سے شروع ہوا جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور موت واقع ہوئی چونکہ انسان کی موت دنیا میں پہلی بار واقع ہوتی تھی اس لئے قابیل بڑا مضطرب و پریشان ہوا کہ اب وہ کیا کرے اور اس مردہ جسم کے ساتھ کیا سلوک

کرے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تو وہ مردہ جسم کو ایک چادر میں باندھا اور ساتھ لئے پھرتا رہا جب چلتے چلتے تھک گیا تو نڈھال ہو کر ایک جنگل میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ دو کوے آئے اور آپس میں لڑنے لگے قدرت کی طرف سے یہ غیبی اشارہ تھا اس لڑائی میں ایک کوا نے دوسرے کو مار ڈالا پھر چونچ اور پنجوں کی مدد سے ریت کو اِدھر اُدھر ہٹایا اور ایک گڈھا کی شکل بنائی اور مردہ کوا کو اس گڈھے میں ڈال دیا اور اس پر ریت ڈال کر ایک تودہ سا بنا دیا قابیل نے یہ سارا ماجزا اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اس کی سمجھ میں آیا کہ مردہ کو اس طرح دفن کیا جاتا ہے پھر اس نے اپنے مردہ بھائی کی لاش کو اس طرح دفن کر دیا۔

رب قدیر کا غیبی اشارہ

اگر خداوند قدوس کا یہ غیبی اشارہ اور یہ کرم فرمائی نہ ہوتی تو بے جان جسموں کی لاش کو مردہ جانوروں کی طرح پھنکوا دیا جاتا اور نہ جانے یہ لاش کہاں ہوتی اور جب سڑتی گلتی تو لوگ اس کی بدبو سے تنگ آجاتے جینا دوبھر ہو جاتا پھر درندے اور پرندے گوشت اور انسانی اعضا کو گلی کوچہ میں لئے پھرتے مردار خور جانوروں کی خوراک بنتے ہر خاص و عام کے سامنے اس کا عیب ظاہر ہوتا۔

لہٰذا مرنے کے بعد بھی رب کریم نے بنی آدم کی عزت و تکریم کے واسطے غیب سے یہ تعلیم فرمائی اور اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔

قبر کی دو قسمیں ہیں

لحد جس کے بارے میں فقہا تصریح فرماتے ہیں چنانچہ بحر الرائق میں ہے۔

صفة اللحد ان یحفر القبر بتمامه ثمّ یحفر فی جانب قبلة منه حفرة یوضع فیه المیت ویجعل ذالک کالبیت المسقف۔

لحد کی صورت یہ ہے کہ پوری قبر کھودی جائے پھر اس کے قبلہ کی طرف ایک گڈھا کھود کر اس میں میت رکھی جائے اور اسے چھت والی کوٹھری کی طرح بنا دیا جائے۔ یہی سنّت ہے جیسا کہ عروۃ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔ لحد لرسول اللہ علیہ وسلم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کیلئے لحد بنائی گئی۔

شق یعنی صندوق قبر:۔ اسکی صورت یہ ہے کہ پہلے ایک مستطیل زیادہ عریض وطویل کھودیں پھراس کے وسط میں دوسرا مستطیل اس سے چھوٹا اور لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زیادہ اور عرض میں نصف قد کے برابر اور گہرائی میں سینہ تک یا میت کے قد کے برابر کھودیں اس دوسرے مستطیل میں میت کو قبلہ رُو لٹائیں اور اس کے اوپر پہلے مستطیل کے اندر تختے وغیرہ سے بند کردیں اور پہلے مستطیل کی جگہ مٹی سے بھردیں اور سطح زمین سے یاؤ گز بلند مٹی رکھیں۔ چنانچہ عالمگری میں ہے۔

الشق ان تحفر حفيرة كالنهر وسط القبر يبنى جانباه باللبن وغيره ويوضع الميت فيه ويسّقفُ .

مگر یہ سنت نہیں اسلئے فقہا نے سخت زمین میں صندوقی قبر بنانے سے منع فرمایا چنانچہ در مختار میں ہے۔

لا يشق الا فى ارض رخوة یعنی نرم زمیں میں صندوقی قبر بنائی جائے۔

اس سلسلہ میں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اللحدلنا وانشق لغيرنا ۔لحد ہمارے لئے ہے اور شق دوسروں کیلئے اس فرمان رسول کے باوجود اہل مدینہ نے شق والی قبر ہی بنائی اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل مدینہ کی قبرستان جنت البقیع کی زمین سخت نہیں کہ اس میں لحد بنائی جاسکے۔

انمافعل اهل الدينة الشق لضعف اراضيهم بالبقع۔

کائنات کے آخری رسول کی آخری آرام گاہ

آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ مسئلہ درپیش تھا کہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کہاں بنائی جائے اس مسئلہ پر سب غور وفکر کر رہے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا۔

يقول لم يقبر نبى الاحيث يموت

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے

جہاں اس کی موت ہوتی ہے۔

جب قبر کھودنے کا وقت آیا تو یہ بھی سوال پیدا ہوا کہ حضور کیلئے کونسی قبر کھودی جائے؟ کیو نکہ اہل مدینہ شق والی قبر بناتے تھے لحد نہیں کیونکہ جنت البقیع کی قبرستان کی مٹی سخت نہیں اور لحد بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مٹی سخت ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے سلسلے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا اور فرمایا تم میں سے ایک حضرت ابوعبیدہ بن جراح جو شق والی قبر کھودنے میں مہارت رکھے تھے اور دوسرا ابو طلحہ بن سہیل انصاری جو لحد کھودنے میں ماہر تھے جائے اور بلا کر لائے جب وہ دونوں آدمی انھیں بلانے کیلئے گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ دعا مانگی ۔

اللھم خیر الرسول . اے اللہ ان دونوں میں سے جسے تو اپنے رسول کیلئے پسند کرتا ہے اسے بھیج دے تو ابوعبیدہ ملے نہیں اور وہ واپس آ گیا اور ابوطلحہ کو دوسرا آدمی اپنے ہمراہ لایا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں سرکار کا وصال ہوا اور فرمان کے مطابق وہیں لحد تیار کرنا تھا لہذا بستر مبارک لپیٹا اور جہاں بستر مبارک تھا قبر انور تیار ہوئی زمین پر ایک سرخ رنگ کا کمبل بچھایا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دو فرزند اور نبی کا آزاد کردہ غلام شقران یہ چاروں قبر انور میں اترے۔

امام بیہقی نے سعید ابن مسیّب کے واسطہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد بزرگوار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنا یہ خواب بیان فرمایا کہ تین چاند میری گود میں اترے ہیں آپ نے فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہوا تو تیرے گھر میں ساری دنیا کے بہترین آدمی دفن ہونگے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حجرۂ پاک میں دفن ہوئے تو صدیق نے فرمایا اے عائشہ یہ ان تین چاند سے افضل ترین چاند ہے۔ پھر حجرۂ پاک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں ان کے والد بزرگوار یار غار اور افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے یہ دوسرا چاند پھر خلیفۂ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسی حجرۂ شریف میں دفن ہوئے یہ تیسرا چاند تھے اس طرح سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مبارک خواب کی

حسین تعبیر سامنے آئی اور آج بھی وہ تینوں چاند اپنے مرقدوں میں تاباں و درخشاں ہیں۔

قبر کے طول وعرض

قبر کی لمبائی:۔ چوڑائی اور گہرائی کی حد معین ہے لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زیادہ اور چوڑائی نصف قد کے برابر اور گہرائی سینہ تک یا میت کے قد کے برابر ہو۔

قبر کی گہرائی کا حکم حدیث شریف میں ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزدۂ احد کے روز جماعت صحابہ سے فرمایا۔ اعمقوا۔ یعنی قبروں کو گہرا کرو۔

حدیث پاک میں قبروں کو گہرا کرنے کا حکم تو ہے مگر قبریں کتنی گہری ہوں اسکی وضاحت نہیں لہٰذا اس بارے میں ائمہ کرام نے اختلاف فرمایا ہے۔

بحرالرائق جلد دوم میں ہے۔

اختلفوافی عمق القبر فقیل قدر نصف القامة وقیل الی الصدر وان زادوه فحسن۔ یعنی بعض نے نصف قد کے برابر اور بعض نے کہا کہ قبر سینہ تک گہری ہو اور اس سے زیادہ ہو تو بہتر ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم دانائے روزگار اور حکیم کائنات ہیں قبروں کو گہرائی کرنے کا حکم فرمایا۔

قبرستان :۔ شہروں کے اندر یا باہر، گاؤں کے قریب یا اس سے دور ہوتی ہے شرع اقدس نے یہ گہرائی اس لئے رکھی ہے کہ قبرستان کے آس پاس رہنے والے انسانوں کی صحت پر مضر اثر نہ پڑے، تعفن پیدا نہ ہو اور اگر پیدا ہو بھی جائے تو اس کے اثرات باہر نہ آئے نیز درندوں کے لاش نکالنے کا خطرہ کم ہو۔

تابوت میں دفن کرنا مکروہ اور خلافِ سنّت ہے مگر اس حالت میں کہ زمیں وہاں بہت نرم ہو تو حفاظت کیلئے حرج نہیں۔

میت کو قبر میں اتارنا

میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارنا مستحب ہے جیسا کہ درمختار میں ہے **ویستحب ان یدخل من قبل القبلة بان یوضع من جهتها۔** عورت کو قبر میں اتارنے والے محارم ہوں اگر یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ دار اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو متقی پرہیزگار لوگ اسے قبر میں اتاریں۔

نرم مٹی یا ریتے کا تکیہ سا بنا دیں اور ہاتھ کروٹ سے الگ رکھیں بدن کا بوجھ ہاتھ پر نہ ہو اس سے میت کو اذیت پہونچتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"ان المیت یتاذی مما یتاذی به الحی"

یعنی زندہ کو جس چیز سے اذیت پہونچتی ہے مردہ کو بھی پہونچتی ہے اور جہاں اس میں وقت ہو تو چت لٹا کر منہ قبلہ کی جانب کر دیں اب اکثر یہی معمول ہے "درمختار" میں ہے "**یوجه الیها وجوبا وینبغی کونه علیٰ شقه الایمن**" یعنی میت کو قبلہ رخ کر دینا واجب ہے اور مناسب ہے کہ داہنی کروٹ پر ہو۔

مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔

☆ پہلی بار:۔ **منها خلقنا کم۔**
☆ دوسری بار:۔ **فیها نعید کم۔**
☆ تیسری بار:۔ **منها نخرجکم تارة اخریٰ۔**
☆ یا پہلی بار:۔ **اللهم جاف الارض عن جنبه/ جنبها**
☆ دوسری بار:۔ **اللهم افتح ابواب السماء لروحه/لروحها**
☆ تیسری بار:۔ **اللهم زوجه من حور العین** اور اگر عورت ہو تو **اللهم ادخلها الجنة برحمتک** کہیں۔

قبر کی اونچائی، (فقہی مسائل)

☆ قبر کی اونچائی ایک بالشت یا اس سے تھوڑی زیادہ ہو۔

☆ میت کو دفن کرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ لوگ منتشر ہو جائیں میت کے گھر جانے کو لازم نہ سمجھیں۔

☆ بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قبر رسول پر پانی چھڑکا تھا اگر مرور زمانہ سے خاک منتشر ہو گئی اور نئی خاک ڈالی گئی یا انتشار خاک کا احتمال ہو تو بھی پانی ڈالا جائے کہ نشان باقی ہے۔

☆ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو کسی جنازہ میں اہل جنازہ تک جائے اس کے

لئے ایک قیراط، پھر اگر جنازہ کے ساتھ جائے تو دو قیراط، اور نماز جنازہ پر تیسرا قیراط اور دفن پر انتظار تک چوتھا قیراط اور ہر قیراط کوہِ اُحد سے بڑا ہے جبکہ قیراط کا وزن درہم کے بارھویں حصہ کے برابر ہے۔

نماز پڑھے بغیر دفن

میت کو نماز پڑھے بغیر دفن کر دینا حرام ہے اگر کسی وجہ سے نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا تو جب تک بدن میت کی سلامتی کا گمان ہو اسکی قبر پر نماز پڑھی جائے۔

بدن کی سلامتی کے سلسلہ میں فقہائے کرام نے کسی خاص مدت معین نہیں کی ہے کیونکہ یہ معاملہ، اختلاف موسم، حال زمین اور حال میت پر مبنی ہے جہاں تک بدن میت کے بگڑ جانے کی بات ہے تو گرمی میں یہ جلد بگڑ جاتا ہے اور سرد موسم میں دیر سے بگاڑ پیدا ہوتی ہے اسی طرح زمین شور یا کھاری علاقہ میں جلد اور سخت وغیر شور میں دیر سے فربہ و مرطوب بدن جلد بگڑ جاتا ہے اور خشک ولاغر بدیر غرض کہ کسی مدت کا تعین نہیں بلکہ حالات موسم پر مبنی ہے۔

یوں عام حالات میں تین دن کی مدت کا تعین ہے اسکی قبر پر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

قبر پر تر شاخ ڈالنا

قبر مکمل کر لینے کے بعد ہمارے دیار و اطراف میں قبر پر بیر کی تر شاخ ڈالتے ہیں اس کی اصل وہ حدیث پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ کو علم ہوا کہ ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اور اسے چیر کر ہر قبر میں گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایا جب تک یہ خشک نہ ہوں عذاب میں کمی رہے گی۔

امام نوی اسکی شرح میں فرماتے ہیں جب تک تر و تازہ رہیں گی تسبیح پڑھتی رہیں گی علامہ طحطاوی ''مراقی الفلاح'' میں فرماتے ہیں بعض متاخرین اس حدیث کی وجہ سے فتویٰ دیا کہ قبروں پر خوشبو اور پھول ڈالنے کی جو عادت ہے وہ سنت ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں اس سے اور حدیث پاک سے بھی ان چیزوں کے قبروں پر ڈالنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور اس سے آس وغیرہ کی شاخیں چڑھانے کو بھی قیاس کیا جائے گا جس کا ہمارے زمانہ میں رواج ہے۔

☆ اولاً:۔ تر شاخ ہے تسبیح پڑھتی رہے گی۔

☆ ثانیاً:۔ بیری کے پتے کا جوش دیا ہوا پانی سے میت کو غسل دیتے ہیں۔

☆ ثالثاً:۔ یہ شاخ خاردار ہوتی ہے درندوں سے قبروں کی حفاظت بھی مقصود ہے۔

میت کو زمین کے حوالہ کرنا یا آگ کا سپرد کرنا

ہندو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں دفن نہیں کرتے ان کا تصور یہ ہے کہ آگ ہر ناپاک شئی کو پاک کر دیتی اور تعفن کو مٹا دیتی ہے لہٰذا جن کو سڑانا اور تعفن کو پھیلانا منظور ہو وہ دفن کر دیں۔

ان کی یہ غلط سوچ اور جاہلانہ خیال ہے حقیقت تو یہ ہے کہ آگ، امانت دار نہیں بلکہ خائن ہے جو چیز اس کے سپرد کی جاتی ہے اسے جلا کر خاکستر کر دیتی ہے باقی نہیں رکھتی اس لئے مردوں کو زمین کے اندر رکھنا ایک دانشمندانہ عمل ہے انسان دنیا میں قابل احترام ہستی میں شمار ہوا تو بعد موت بھی اس کی تعظیم وتکریم کا لحاظ رکھا جائیگا اور عزت واکرام کا فطری تقاضا یہ ہے کہ اسے اذیت نہ دی جائے بلکہ احترام کے ساتھ زمین میں دفن کر دیا جائے۔

اور عام طور پر یہ چیز مشاہدہ میں بھی آتی ہے کہ آدمی بلکہ جانوروں کی بھی عادت ہے اگر وہ کسی چیز کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو مال وخزانہ کو زمین میں دفن کر دیتے ہیں اور اگر کسی چیز کو نیست ونابود کرنا ہو تو آگ میں جھونک دیتے ہیں۔

اور ایک فطری بات یہ بھی ہے کہ مردہ انسانوں کو اپنی قبروں سے اٹھنے کا انتظار ہے اور انسانی ارواح کو اپنے چھوڑے ہوئے اجسام مین داخل ہونے کا انتظار ہے مردہ کو آگ کی نذر کر دینا اس انتظار کا منافی ہے۔

نیز مردوں کو جلانا کمال بے قدری و بے عزتی ہے لاش، ماں باپ، بھائی بہن، بیٹا بیٹی اور اہل کنبہ کی ہوتی ہے جب لاش میں آگ شعلہ زن ہوتی ہے تو آگ کپڑے اتار لیتی ہے اور مردے سراپا عریان ہو جاتے ہیں یہ مناظر، شرمناک، دردناک اور افسوس ناک ہوتے ہیں اور سب لوگ ان کا نظارہ کرتے ہیں لہٰذا غیرت مند انسانوں کیلئے یہ مناظر ایک درس عبرت ہیں۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زمین، لاش سڑاتی اور اس سے بدبو پھیلتی ہے اور آگ بدبو کو دفع کرتی ہے یہ منطق اس وقت قابل قبول ودرست ہے کہ لاش کو پھر زمین سے نکالنا مقصود ہو جب یہ

مقصود ہی نہیں بلکہ تا قیامت یہ خاک کا گھر اسکی خوابگاہ ہے اور اس خوابگاہ میں سر، ہاتھ اور دوسرے اعضاء اپنی اصل شکل میں رہتے ہیں حتیٰ کہ پوری لاش اپنی اصل صورت میں دنیوی زندگی کی طرح محوخواب ہوتی ہے اور یہ حقیقت کبھی کبھار مشاہدہ میں بھی آتی ہے۔

اس کے برخلاف آگ جسمانی شکل وصورت کو باقی نہیں رکھتی بلکہ انسانی جسم کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیتی ہے رہا بدبو پھیلنے کا معاملہ تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ قبرستانوں میں سیکڑوں، ہزاروں مردے دفن ہوتے ہیں اور حسن اتفاق ہے کہ ہر قبرستان میں رہ گزر ہوتی ہے اور لوگ گزرتے ہیں مگر کبھی کسی بھی قسم کی بدبو کا کسی کو احساس نہ ہوا۔ یہ خدائے رحیم وکریم کا اہل ایمان پر خاص کرم ہے۔

ساری مخلوقات میں انسان ہی کو فضیلت ہے

اگر ہم زمین وآسمان کی وسعت وپنہائی پر غور کریں تو بزم لالہ وگل سے مہ ونجوم تک رنگ ونور کی ایک انجمن جلوہ ریز ہے خاک کے ذروں سے فلک بوس کوہساروں تک رب قدیر کی صناعی کی نمود ہے درند، چرند اور پرند سے انسانی پیکر تک قدرت الٰہی کی نقاشی کا ظہور ہے۔

غرض کہ زمین تا آسمان لاکھوں، کروڑوں مخلوقات ہیں مگر ان ساری مخلوقات پر خدا نے انسان ہی کو فضیلت وبزرگی بخشی ہے اور اسی کو اپنا خلیفہ بنایا ہے حضرت آدم کی تخلیق خاک سے ہوئی اور ہم ان کی نسل ہیں اس لئے ہم آدمی کہلاتے ہیں اس خاکی انسان کو عقل وشعور بخشا علم سے نوازا اسی عقل وشعور اور علم کی بدولت ساری مخلوق پر اسے فضیلت حاصل ہے اسی بنیاد پر وہ ساری مخلوق پر حکمرانی کرتا ہے بلا تفریق مذہب وہ کائنات میں ایک عظیم مخلوق ہے قابل عزت واکرام ہے صاحب فضل وکمال ہے اسی کے سر پر کرامت وبزرگی کا تاج ہے یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

بہرکیف انسان کے خمیر ہی میں وہ جوہر لطیف ہے جو اسے قابل احترام بنا دیا ہے وہ جب تک زندہ ہے قابل عزت واحترام رہے گا تو عقل کا تقاضا ہے کہ وہ بعد موت بھی قابل احترام رہے گا یہ بات خلاف عقل ہے کہ زندگی میں تو صاحب احترام رہے اور بعد موت اسے ذلیل وخوار کیا جائے اور اسے اذیت پہونچائی جائے۔

بعد موت عزت واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ اسے نہلا کر کفن پہنایا جائے اور عزت واکرام

کیساتھ خاک کے گھر میں دفنایا جائے۔

اسی فطری تقاضا کی بنیاد پر ہر مسلمان اپنے مردوں کو سپرد خاک کرتے ہیں جہاں تک اذیت رسانی کا سوال ہے حیات و موت میں کوئی فرق نہیں کانٹا چبھنے سے اگر حیات میں تکلیف کا احساس ہوتا ہے تو بعد موت بھی کانٹے کی چبھن اسے اذیت پہونچائے گی۔

چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں انسان کو زندگی میں جس چیز سے تکلیف ہوتی ہے موت کے بعد بھی اس چیز سے اسے تکلیف ہوگی اور اسے اذیت کا احساس ہوگا۔

آگ سے انسان کو جس طرح زندگی میں تکلیف محسوس ہوتی ہے تو موت کے بعد بھی آگ سے تکلیف و اذیت ہوگی۔

اے کاش مردوں کو آگ میں جھونکنے والے اس حقیقت کو سمجھیں اور مردوں کو آگ کی نذر کرنے سے اجتناب کریں۔

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا

منقول ہے کہ آغاز اسلام میں، لشکر اسلام کسی جگہ فرد کش ہوا اسلام کا ابتدائی دور تھا ایک عقل مند ہندو، اسلامی عادات واطوار دیکھنے کیلئے اسلامی لشکر میں پہونچا اہل اسلام کے طور وطریق، ادب وتہذیب اور عادات وخصائل دیکھنے کے بعد اس نے کہا۔

''اسلام کی ساری چیزیں اچھی ہیں مگر اسلام میں مردوں کو دفن کرتے ہیں جلاتے نہیں جبکہ جلانا بدبو اور تعفن کو ختم کر دیتا ہے''

اسلامی لشکر میں ایک دانشور فقیہ بھی تھا۔ تفہیم کیلئے اس نے ایک خارجی تمثیل پیش کی اور کہا میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔

اگر کوئی شخص کسی ملک میں وارد ہو اور وہاں کسی عورت سے نکاح کر لے اور ایک باورچن بھی پکانے کیلئے رکھے اور اس منکوحہ سے اولاد بھی ہو اس حالت میں اگر اسے سفر کا اتفاق ہو تو اس صورت میں اپنی اولاد کو کس کے حوالہ کرے گا ماں یا باورچن کے۔؟

اس عقل مند ہندو نے جواب دیا کہ اولاد تو ماں ہی کے سپرد ہوگی باورچن کے نہیں کیونکہ اسی نے جنم دیا ہے۔

اسلامی دانشور فقیہ نے جواب دیا اب تو ذرا غور وفکر سے کام لے کہ آسمانی روح جب دنیا کے گھر میں آئی تو اسے خاک کا بدن عنایت ہوا تو رنگ برنگ کی غذا ولباس، رہنے سہنے کی جگہ اور طرح طرح کے فائدے اسے خاک ہی سے پہونچے آگ صرف پکانے میں کام آئی بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ خاک سے اگنے والی چیزوں کو حسب ضرورت پکاتی رہی۔

گویا زمین انسان کی ماں کی طرح اور باورچن آگ تو جس وقت روح جو باپ کی مانند ہے عالم برزخ کو جانے لگی ناچار اپنی اولاد کو جو کہ بدن ہے ان کے سپرد کیا باورچن کے نہیں۔

اس عقل مند ہندو نے جب یہ حکمت کی بات سنی تو اسلام کی حقانیت اس کی سمجھ میں آئی اور وہ مردوں کے دفن کا قائل ہوا۔

بہرحال انسان اشرف مخلوق ہے زندگی میں بھی قابل احترام اور بعد وفات بھی لائق تکریم رہے گا اور یہ احترام صرف دفن سے حاصل ہوگا جلانے سے نہیں جلانا انسان کی ذلت ہے احترام نہیں۔

بہرحال انسان نہ تو فرشتوں کی طرح نوری ہے اور نہ جن وشیطان کی مانند ناری وہ الگ خاکی مخلوق ہے تو اسے اپنی اصل کی طرف ہی پہونچا دیا جائے یہ اللہ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے اگر کچھ لوگ کفرانِ نعمت کریں تو کیا شکوہ کیونکہ انسان کی جبلت ہی میں کفرانِ نعمت ہے واللہ اعلم۔

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا

☆☆☆
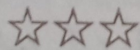
برادران! اسلام! **الجامعة الرضویه** (مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ) کلیان جو گذشتہ کئی دہائیوں سے ہر گھڑی، ہر لمحہ، ہر وقت نہایت ہی ذمہ داری اور خوش اسلوبی کے ساتھ آپ کی دینی خدمات اور ملی، مسلکی ضروریات کو انجام دے رہا ہے، انشاء اللہ الموفق مستقبل میں بھی یہی حسن وفاشعاری باقی رہیگا۔

یہ جان کر یقیناً آپ کی خوشی دوبالا ہوگی کہ آپ کے ژولیدہ مسائل اور پیچیدہ حوادث کے پیش نظر سعی پیہم کے بعد ادارہ ہذا نے برکاتی دارالافتاء قائم کیا ہے، جو کہ دو سال سے مستعدی، فرض شناسی، جذبۂ خدمت گذاری کے ساتھ رو بعمل ہے۔

الحمد اللہ! صدر دارالافتاء کی حیثیت سے کنز الدقائق،، بحر العلوم، فقیہ النفس، صحبت نشین مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری صاحب قبلہ مدظلہ العالی تشریف رکھتے ہیں (جو کہ کئی سالوں تک رضوی دارالافتاء بریلی شریف میں بھی منصب افتاء پر فائز المرام تھے۔ لہذا جب بھی آپ کوئی شرعی ضرورت محسوس کریں تو برکاتی دارالافتاء کلیان سے رجوع کریں انشاء اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کے دینی سوالات کے تشفی بخش جوابات وحل پیش کئے جائیں گے۔۔۔۔۔ (ادارہ)

سہ ماہی "المختار کلیان" کا خصوصی شمارہ

امام علم وفن نمبر

خیر الاذکیا، امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نادر روزگار شخصیت محتاج تعارف نہیں، ایسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے، ان کی تقریباً پچاس سالہ تدریسی، تحریری، فکری، سائنسی خدمات کا قائل ایک جہان علم ہے۔

یہ خصوصی شمارہ اپنی نوعیت کا منفرد دستاویزی مجلّہ ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ:۔ امام علم وفن کے عرس چہلم شریف کے موقع پر بمقام سنگھیا کتاب کا اجراء ہو چکا۔ لھذا جن حضرات کو امام علم وفن نمبر کی خواہش ہو تو وہ حضرات اس نمبر پر رابطہ کریں۔ کتاب کی قیمت ۵۰۰/روپے ہیں۔

9322329875/9323737659

نوٹ:۔ امام علم وفن نمبر عرس اعلیٰ حضرت بریلی کے موقع پر آدھی قیمت میں دستیاب ہوگا یا کلیان میں دستار بندی کے موقع پر دستیاب ہوگا۔

الحمدللہ:۔ **الجامعة الرضویه** (مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ کلیان مہاراشٹر کا ایک ایسا ممتاز ومنفرد ادارہ ہے جہاں دینی ،عصری، روایتی، تکنیکی، تعلیم کے علاوہ تصنیف وتالیف، نشرواشاعت، تبلیغ وصحافت کے شعبہ جات بھی متحرک وفعال ہیں۔

سہ ماہی رسالہ ''المختار'' اس کی زندہ وجاوید مثال ہے جوکہ نہایت خوش اسلوبی، ذمہ داری کے ساتھ اپنی عمر کا تین سالہ سفر طے کرچکا ہے۔ مستقبل میں بھی قارئین کی مشتاق نگاہوں کوزیب وزینت بخشنے کے لئے دینی، دنیاوی، سیاسی سماجی، تاریخی اور فکری معلومات فراہم کرنے کے لئے پر عزم ہے، ناظرین آج ترسیل وابلاغ کا دور ہے، وہی قوم کامیاب ہوگی جس کے ہاتھوں میں قلم ہے، جس کے پاس تحریری اور تصنیفی ذخیرہ ہے، جواپنی تاریخ کی ورق گردانی کرتی ہے۔ لہٰذا سہ ماہی رسالہ المختار جو اسلاف کی تاریخ کا مجموعہ، ماضی کی داستان کا ذخیرہ، دینی معلومات کا آئینہ اور ابلاغ وصحافت کا گنجینہ ہے، آپ اسے خریدیئے، پڑھیئے، ممبر بنیئے، دوستوں کو بنائیے، اردو اور قومیت کوفروغ دیجیئے۔

نوٹ اہل فکروقلم حضرات سماج کے سلگتے ہوئے مسائل پر اپنے تاثرات وخیالات، بے لاگ تبصرے ادارہ المختار کے لئے قیمتی وذرین مشورے یا پھر دیگر مضامین بھیج سکتے ہیں جسے انشاءاللہ ضرور شامل اشاعت کیا جائیگا۔۔۔۔۔۔۔(ادارہ)

الجامعة الرضویہ کلیان

کے دسواں سالانہ جلسۂ دستار بندی میں دستار وسند فضیلت، حفظ اور کمپیوٹر

سے سرفراز ہونے والے طلباء

شعبہ فضیلت 8

• محمد ابوصالح ابن محمد فاروق عالم سرسی • محمد شمشاد عالم ابن محمد جمیل اختر باسوپٹی
• عبدالقادر ابن محمد ہاشم سرسی • محمد غلام حسنین ابن عبدالرشید سرسی • ریحان رضا ابن محمد زاہد حسین پلن کاف
• ایاز عالم ابن محمد مقبول حسین بانس باڑی • غلام آل رسول ابن محمد اسماعیل تارا باڑی • محمد نفیس عالم ابن محمد ماج الدین

شعبہ حفظ 24

• شمشاد عالم ابن نسیم الدین بولان • ناہید رضا ابن عبدالرشید کوٹھی ٹولہ
• صدیق عالم ابن محمد ایوب عالم راساکھوا • راحل رضا ابن محمد فضیلت حسین سرسی • عبدالعلیم ابن نظام الدین سرسی
• اسرار احمد ابن محمد اشفاق عالم سرسی • غلام حیدر ابن محمد ماج الدین سرسی • اعظم رضا ابن مولانا عبدالرحمان مدھوبنی
• شبیر احمد ابن ظہیر احمد اشرفی کلیان • تنویر احمد ابن جمیل اختر سرسی • انور رضا ابن سعید الرحمٰن پوکھریا
• دلاور حسین ابن ظہیر الدین ڈمرا • محمد شمشیر عالم ابن محمد قطب علی کالوگھاٹ • عبدالرحیم ابن محمد رحمت نیمو
• وسیم اکرم ابن محمد آفاق عالم ڈینوٹی • آزاد حسین ابن مولانا عبدالرحمان مدھوبنی • سہیل رضا ابن محمد شبلی سرسی
• شاہنواز حسین ابن محمد محبوب عالم گانگھر گھوس • احمد رضا ابن شفیق عالم سرسی • نورنواز ابن محمد عظیم الدین کانکی
• انعام الحق ابن مولانا عین الحق رضانگر کچھوا • محمد شمیم احمد ابن نصیر الدین بیلاچیرکی • صلاح الدین ابن راحل اسٹریلیا

شعبۂ کمپیوٹر 8

• محمد شمشاد عالم ابن محمد جمیل اختر باسوپٹی • محمد ابوصالح ابن محمد فاروق عالم سرسی
• محمد غلام حسنین ابن عبدالرشید سرسی • عبدالقادر ابن محمد ہاشم سرسی • شمس اللقاء ابن غلام نبی حسین گانگی ہاٹ
• محمد سلمان رضا ابن نظام الدین گانگھر گھوس • وجہ القمر فیضی ابن غلام نبی حسین گانگی ہاٹ
• محمد آصف رضا ابن مشفق عالم گانگھر گھوس

16 January 2013

JASHN E DASTAR E FAZEELAT & HIFZ

Al Jamiatul Rizvia
Behinddesai Shopping Centre
Raza Nagar Bail Bazar Kalyan
9322329875

Madrasa Islamia Yateem Khana
Indira Nagar Waldhuni Kalyan
9323737659